سورۃ الاحزاب ، سورۃ النور اور احادیث کی روشنی میں پردے کے احکام کا علمی جائزہ

A scholarly review of the rulings of veiling in the light of Surah Al-Ahzab, Surah Al-Nur and hadiths

*ڈاکٹر حسن آراء
**گلالئ گل

Abstract

Islam is the religion of nature and a complete code of life. In this code of life, rules have been set for the protection and respect of every two men, that there is no difficulty in following them, nor does fitrat-e-Salim feel inferior in accepting them. Islam teaches to live a dignified life. Is. For the protection of which punitive laws have been implemented so that those who hurt self-respect are held accountable. The Shariah command of veiling for women is a distinction of the Islamic Sharia and a proud religious tradition. Raised to the highest position. The Shariah order of the veil plays an important role in balancing the society and is a clear remedy for men's sexual weaknesses. Therefore, instead of taking an apologetic approach to the veil, the girls of Islam should proudly publicize this order so that the women of the whole world can benefit from its blessings. According to the order of Allah, veiling is obligatory on women, which has been mentioned in more than one place in the Holy Qur'an and its clarity is available in the books of hadiths. In this article, the rulings of veiling have been collected in the light of Surah Al-Ahzab, Surah Al-Nur and hadiths.

Keywords: Islam, fitrat-e-Salim, Surah Al-Ahzab, religious tradition, Surah Al-Nur

* ایس ایس ٹی (جنرل)، جی سی ایم ایچ سکول، تہکال بالا، پشاور
** پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف پشاور

حجاب کے احکامات اسلام میں پانچ ہجری کو نبی کریم ﷺ کی حضرت زینب بنت جحش ؓ کے ساتھ شادی کے بعد نازل ہوئے۔ [1] اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حجاب کے متعلق سب سے پہلے نازل ہونے والی یہی آیت ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعا فَسْئَلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ [2]

جس کو آیت حجاب کہا جاتا ہے۔ [3] اور اسی طرح ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَد مِّنَ ٱلنِّسَآءِ إِنِ ٱتَّقَيْتُنَّۚ فَلَا تَخْضَعْنَ بِٱلْقَوْلِ فَيَطْمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلْبِهِۦ مَرَض وَقُلْنَ قَوْلا مَّعْرُوفا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰۖ﴾ [4]

ترجمہ: "اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرتی رہو اور دبی زبان سے بات نہ کہو تو جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرے گا اور بات معقول کہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور گزشتہ زمانۂ جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار دکھائی نہ پھرو"۔

مذکورہ بالا آیات میں ازواج مطہرات کے لیے جو احکامات بیان ہوئے بعض اہل علم کی رائے میں یہ احکام حجاب ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں۔ لیکن جمہور کے نزدیک یہ احکامات عام لوگوں کے بھی ہیں۔

امام ابو بکر جصاصؒ آیت حجاب کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: "اور یہ حکم اگرچہ خاص طور پر نبی کریم ﷺ اور آپؐ کی ازواج کے بارے میں نازل ہوا ہے تاہم اس کا معنی عام ہے اور ہم احکامات کی پیروی کرنے کے پابند ہیں مگر وہ احکامات جن کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے"۔ [5]

امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

ترجمہ: "یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات سے ضرورت پڑنے پر پردے کے پیچھے سے سوال کرنے یا مسئلہ پوچھنے کی اجازت دی ہے۔ اور اس حکم میں تمام مسلمان عورتیں داخل ہیں۔ اس لیے کہ اس آیت کے علاوہ شریعت کے دوسرے اصول بھی اس بات کو شامل ہیں کہ عورت کا سارا جسم اور اس کی آواز ستر ہے۔ جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا، پس عورتوں کے لیے اپنے جسم کا کھولنا جائز نہیں، مگر ضرورت کے تحت، جیسے گواہی دینا، یا بیماری جو اس کے جسم پر ہو یا کسی ایسی چیز کا سوال کرنا جس کا اس کے پاس ہونا معین ہو"۔ (6)

علامہ ابن کثیرؒ (يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی بیویوں کو آداب سکھاتا ہے اور چونکہ تمام عورتیں انہی کے ماتحت ہیں۔ اس لئے یہ احکام سب مسلمان عورتوں کے لئے ہیں"۔ (7)

آیتِ حجاب کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"سبب نزول کے خاص واقعہ کی بناء پر بیان اور تعبیر میں خاص ازواج مطہرات کا ذکر ہے، مگر حکم ساری امت کے لیے عام ہے"۔ (8)

اور (يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ) کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت، نماز اور روزہ کی ادائیگی میں تو کسی کو شبہ نہیں کہ وہ ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہوں، اور رہا غیر مردوں سے کلام میں نرمی و نزاکت سے اجتناب اور گھروں سے بلاضرورت نہ نکلنا، اور تبرج جاہلیت کی ممانعت اگر غور کریں تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ احکام بھی ازواج مطہرات کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام اُمت کی عورتوں کو شامل ہیں"۔ (9)

سید ابوالاعلی مودودیؒ آیتِ حجاب کی تفسیر کے دوران لکھتے ہیں:

"آیتِ حجاب کے نزول کے بعد ازواج مطہرات کے گھروں میں دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے، اور چونکہ حضور ﷺ کا گھر تمام مسلمانوں کے لیے نمونے کا گھر تھا اس لیے تمام مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹک گئے۔ مسلمانوں کے گھروں میں پردوں کا لٹک جانا اس بات کی علامت ہے کہ انہوں نے اس حکم کو عام سمجھا اور آیتِ حجاب کا آخری فقرہ (ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ) جس طرح ازواج مطہرات کو قلوب کی پاکیزگی کی ضرورت ہے اسی طرح عام مرد اور عورت بھی اگر قلوب کی پاکیزگی رکھنا چاہیں تو وہ یہ طریقہ اختیار کریں"۔ (10)

اور (يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ) کی تفسیر کرتے ہوئے سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"ان آیات میں خطاب نبی کریم ﷺ کی بیویوں سے کیا گیا ہے مگر مقصود تمام مسلمان گھروں میں ان اصلاحات کو نافذ کرنا ہے، جب حضور اکرم ﷺ کے گھر سے اس پاکیزہ عمل کی ابتداء ہو گی تو باقی مسلمانوں کے لیے ایک نمونہ ہو گا۔ ان آیات میں جو کچھ فرمایا گیا ہے کونسی بات ایسی ہے جو حضور اکرم ﷺ کی ازواج کے لیے خاص ہو اور باقی مسلمان عورتوں کے لیے مطلوب نہ ہو؟ کیا کوئی معقول دلیل ایسی ہے جس کی بناء پر ایک ہی سلسلہ کلام کے مجموعی احکام میں سے بعض کو عام اور بعض کو خاص قرار دیا جائے"۔ (11)

اس کے بعد حجاب کا حکم قرآن کریم کی سورۃ النور میں نازل ہوا اور اُس میں خطاب کا آغاز مردوں سے کیا گیا۔ اور بعد میں عورتوں کو مخاطب کیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لِّلۡمُؤۡمِنِينَ يَغُضُّواْ مِنۡ أَبۡصَٰرِهِمۡ وَيَحۡفَظُواْ فُرُوجَهُمۡۚ ذَٰلِكَ أَزۡكَىٰ لَهُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرُۢ بِمَا يَصۡنَعُونَ﴾ (12)

ترجمہ: "اے نبی ﷺ مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ اُن کے لیے پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اُس سے باخبر رہتا ہے"۔

آگے فرماتے ہیں:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ﴾(13)

ترجمہ: "اور اے نبی ﷺ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے کہ جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی چادروں کے آنچل ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں"۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ آیتِ حجاب ہے ہی نہیں یہ تو آیتِ ستر ہے، اس میں عورت کے لئے پردے کا احکام نہیں بلکہ ستر کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ صاحب مدارک التنزیل اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"(الا ما ظهر منها) الا ما جرت العادة و الجبلة على ظهوره وهوالوجه والكفان والقدمان، ففي سترها حرج بين"(14)

اسی طرح امام بیضاویؒ کہتے ہیں کہ سورۂ نور میں جس ستر کا ذکر ہے اس کا تعلق صرف نماز سے ہے، پردے سے نہیں کیونکہ آزاد عورت کا سارا بدن واجب الستر ہے، شوہر اور محرم کے سوا عورت کا بدان دیکھنا کسی مرد کے لئے جائز نہیں سوائے حالتِ مجبوری کے ۔(15)

جلباب کا مفہوم

جلابیب جمع ہے جلباب کی اور جلباب اس خاص بڑی چادر کو کہتے ہیں جو اوڑھنی کے اوپر لی جاتی ہے ۔ابن کثیر کہتے ہیں کہ جلباب وہ چادر ہے جو خمار کے اوپر استعمال کیا جاتی ہے ۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جلباب وہ بڑی چادر ہے جو دوپٹے کے اوپر اوڑھی جاتی ہے ۔ ابو عبیدہ، حسن بصری، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی اور عطا خراسانی رحمہم اللہ وغیرہ نے بھی جلباب کے یہی معنی بیان کئے ہیں ۔(16)

علامہ ابن حزم لکھتے ہیں:

"اور جلباب، لغت عرب میں وہ زبان جس میں نبی کریم ﷺ گفتگو فرمایا
کرتے تھے، اس کپڑے کو کہا جاتا ہے جو تمام بدن کو ڈھانپ لے اور جو کپڑا
تمام بدن کو نہ ڈھانے اسے جلباب نہیں کہتے۔"[17]

صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ چادر کو اپنے اوپر ڈال لیں، اور اپنے چہروں کو چھپالیں،[18] الفاظ تفسیر مدارک التنزیل میں بھی مذکور ہیں۔[19]

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ مسلمانوں کی عورتوں کو حکم دیا

گیاہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے اپنے گھر سے نکلیں تو اپنے سروں کے اوپر سے چادرلٹکا کر منہ ڈھانک لیا کریں اورصرف ایک آنکھ (راستہ دیکھنے کے لئے) کھلی رکھیں۔[20]

اس لئے درست بات یہ ہے کہ جلباب ایک قسم کا برقعہ یابڑی چادر تھی جو تمام کپڑوں سے زیادہ وسیع ہوتی تھی، اور تمام کپڑوں کے او پر استعمال کی جاتی تھی ،او رقرآن کریم نے یہ ہدایت فرمائی کہ مسلمان عورتیں جب کسی ضرورت سے اپنے گھروں سے باہر نکلیں توجلباب کا ایک حصہ اپنے اوپرلٹکا لیا کریں تاکہ چہرہ ڈھک جائے او روہ زمانۂ جاہلیت کی عورتوں سے ممتاز ہو جائیں۔

ابن سعد نے اس آیت کا شان نزول بتانے کے بعد لکھا ہے:

"وہ اپنے اوپر اپنی چادریں اس طرح ڈال لیں کہ ایک آنکھ کے سوا باقی
سارے چہرے کو وہ چادر سے ڈھانپ لے"۔[21]

تفسیر کشاف میں ہے:

"سوان کو حکم دیا گیا کہ وہ لونڈیوں کے انداز اختیار نہ کریں، اور (اپنے آپ
کو چھپانے کے لئے) چادریں اور برقعے استعمال کریں، اور اپنے سروں اور
چہروں کو ڈھانپ لیں"۔[22]

اور بیضاوی نے لکھا ہے کہ جب کسی حاجت کے سبب عورتوں کو باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنے چہروں کو چادر اور برقعے وغیرہ کے ذریعے چھپا لیا کریں۔[23]

جصاص احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

"اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت اپنے چہرے کو اجنبیوں سے چھپانے کے لئے مامور ہے۔"(24)

اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین ایک ہی بات بیان کررہے ہیں کہ چہرہ پردے کا حصہ ہے، جس کا کھولنا عورت کے لئے جائز نہیں، اس کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مفسرین سے سورۂ نور کی آیات الا ما ظهر منها کی تفسیر میں جو یہ منقول ہے کہ اس میں چہرہ شامل نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آیت ستر ہے، آیت حجاب نہیں ، اور اس میں صرف ستر کی حدود بیان کی گئی ہیں، اور ستر میں بلا اتفاق چہرہ شامل نہیں ہے، اسی لئے عورت محارم کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے، ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مفسرین دو مختلف آیات کی تفسیر میں دو مختلف موقف پیش کریں ، ایک مقام پر چہرے کے پردے کی نفی کریں اور دوسرے مقام پر اس کو ثابت کردیں۔

سورۂ احزاب میں بھی دوسرے مقام پر فرمایا۔

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا فَسْـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٍ﴾ (25)

ترجمہ:"اور جب تم پیغمبر کی بیویوں سے ضرورت کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو"۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ازواج مطہرات نے اپنے اپنے گھروں کے دوازوں پر پردے لٹکا لیے تھے۔

آیت کے ذیل میں مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ پردے کے احکام جن مردوں اور عورتوں کو دیئے گئے ہیں ان میں عورتیں تو ازواج مطہرات (امت کی مائیں) ہیں جن کے دلوں کو پاک و صاف رکھنے کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے جس کا ذکر اس سے پہلے آیت ﴿لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ میں مفصل آ چکا ہے۔ دوسری طرف جو مرد مخاطب ہیں وہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام ہیں جن میں سے بہت سے حضرات کا مقام فرشتوں سے بھی آگے ہے لیکن ان سب امور کے ہوتے ہوئے ان کی طہارت قلب اور نفسانی وساوس سے بچنے کے لئے یہ ضروری سمجھا گیا کہ مرد وعورت کے درمیان پر وہ کرایا جائے۔ آج کون ہے جو اپنے نفس کو صحابہ کرام کے نفوس پاک سے او راپنی عورتوں کے نفوس کوا

زواج مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعوی کرے اور یہ سمجھے کہ ہمارا اختلاط عورتوں کے ساتھ کسی خرابی کا موجب نہیں۔ (26)

جب صحابہ کرام جیسے نفوس پاک کو سامنے آکربات کرنا منع ہے تو عام خواتین کے لئے چہرے کا چھپانا بطریقِ اولیٰ ضروری ہو گا۔

پھر اسی آیت میں اس حکم کی علت یہ بیان فرمائی:

﴿ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ﴾ (27)

ترجمہ: "یہ حجاب تمہارے اور ان کے قلوب کے لئے طہارت و پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے"۔

اس کا صریح اور صاف مطلب یہ ہے کہ جس طرح پردہ مرد اور عورت کی طہارت ِ قلبی اور پاکیزگی کا
ذریعہ ہے اسی طرح بے پردگی دلوں کی نجاست او گندگی کا ذریعہ ہے۔

﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (28)

ترجمہ: "سوتم نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو کہ اس سے اس شخص کو خیال پیدا ہونے لگتا ہے جس کے دل میں مرض ہے"۔

اس آیت میں آواز کی طبعی نزاکت کو چھپا کر بات کرنے کا حکم ہے۔ جب عورت کی آوازایسی قابلِ اخفاہے توصورت یعنی چہرہ کیوں نہ قابلِ اخفا ہو گا جو فتنے کا اصل مبدا اور سبب ہے۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ سورہ احزاب کی اسی آیت میں ازواج مطہرات سے ضرورت کی چیز پردے کے پیچھے سے مانگنے کا جو حکم دیا گیا تاوہ ازواج مطہرات کے لئے خاص تھا تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ عام مسلمان عورتوں کے لئے پردے کا کوئی حکم نازل ہی نہیں ہوا۔ پردے کا جو حکم امہات المومنین کے لئے نازل ہوا تھا وہ ان کے ساتھ ہی ختم ہوگیا، حالانکہ اس پر سب سلف و خلف کا اتفاق ہے کہ پردے کا حکم مسلمان عورتوں کے لئے ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ صحابیات پردے کے حکم سے مامور تھیں۔

سورہ احزاب ہی میں عورتوں کے متعلق یہ حکم بھی ہے۔

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ ٱلْجَٰهِلِيَّةِ ٱلْأُولَىٰ ﴾ (29)

ترجمہ: "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنی زیب وزینت کا اظہار نہ کرو"۔

اگر عورتوں کو کھلے منہ پھرنے کی اجازت ہوتی تو اللہ ان کو گھروں میں قرار کرنے کا حکم نہ دیتا اور نہ زمانۂ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کے اظہار سے منع فرماتا۔

سورۃ النور میں ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُواْ وَتُسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ﴾ (30)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں (بے دھڑک) نہ داخل ہو جایا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں رہنے والوں کو سلام نہ کرلو"۔

اگر عورتوں کو عام طور پر چہرہ کھول کر پھرنا جائز ہوتا تو پھر کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینا فرض اور واجب نہ ہوتا جیسا کہ اس آیت میں صراحتاً مذکور ہے۔

سورہ نور ہی میں ہے:

﴿وَقُل لِّلْمُؤْمِنَٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَٰرِهِنَّ ﴾ (31)

ترجمہ: "آپ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں"

۔

اگر عورتوں کو عام مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے تو پھر ان کی نظریں نیچی رکھنے کا حکم دینے کی کیا ضرورت تھی۔

اسی آیت میں الا ما ظھر منھا سے متصل ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن آیا ہے یعنی عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں۔

اس زمانے میں عرب کی عورتیں اپنے دوپٹے سر کے اوپر ڈال کر دونوں پلووں کو گردنوں کے پاس سے پشت پر ڈال لیا کرتی تھیں، اسی طرح ان کے سینے کھلے رہتے تھے، آج کل بھی دیہات کی

بعض بڑی بوڑھیاں اپنے دوپٹے اسی طرح پشت پر ڈال لیتی ہیں، ماڈرن اور فیشن ایبل خواتین اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں ، ان میں سے بیشتر تو دوپٹے سے ہی بے نیاز ہیں ، باقیوں کا حال یہ ہے کہ وہ دوپٹے کو گردن میں ڈال لیتی ہیں، حالانکہ اللہ تعالی کا حکم یہ ہے کہ عورتیں ہر وقت اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال کر رکھیں تاکہ ان کے گریبان اور سینے کھلے نہ رہیں ، پس جب عورتوں کو سینہ تک دوپٹے سے چھپانے کا حکم ہے تو چہرہ کھول کر مردوں کے سامنے آنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔

اسی آیت کے بعد تاکید کے لئے زینت چھپانے کا حکم دوبارہ دیا گیا اور ساتھ ہی 12 قسم کے محارم (باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ) کا استثنیٰ ہے، جب عورت کو عام لوگوں کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہو گی تو باپ ، بیٹا اور بھائی وغیرہ کے استثناء کی کیا ضرورت تھی ۔اسی لیے آیت میں اس امر کی تصریح ہے کے سوائے ان محارم کے جن کا آیت میں ذکر ہے کسی اور کے سامنے عورت کو چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں ۔

سورۃ النور میں ہے:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾(32)

ترجمہ:"اور عورت اپنے پاؤں (زمین پر) زور زور سے مار کر نہ چلیں کہ ان کا پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے"۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ عورت کے لئے ہر ایسی حرکت ممنوع ہے جس سے اس کی چھپی ہوئی زینت کا اظہار ہو یہاں تک کہ اسے عطر اور خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا بھی منع ہے۔(33)

مذکورہ آیت سے ظاہر ہے کہ جس طرح زینت کا اظہار موجب ِفتنہ ہے اسی طرح زینت کی آواز کا اظہار بھی موجبِ فتنہ اور ممنوع ہے، ظاہر ہے عورت کی آواز زیور کی آواز سے زیادہ فتنے کا سبب ہے۔ اس لئے عورت کی آواز زینت کی آواز سے زیادہ حرام ہو گی، ایسی صورت میں چہرہ اور ہتھیلیاں کھولنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

جس طرح عورت کے لئے اپنے زیور کی آواز کا نکالنا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح عورت کا اپنی آواز نکالنا مثلاً کسی اجنبی مرد سے بلاضرورت بے تکلفی سے باتیں کرنا یا گانا گاناوغیرہ بدرجہ اولیٰ حرام ہو گا۔ لہٰذا عورت کی آواز کا بھی پردہ واجب ہے۔

سورۃ النور میں دوسری مقام پر ارشاد ہے:

﴿وَٱلْقَوَٰعِدُ مِنَ ٱلنِّسَآءِ ٱلَّٰتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَٰتِۭ بِزِينَةٍۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ﴾ (34)

ترجمہ: ”اور بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید ہی نہ رہی ہو تو ان پر بھی کچھ گناہ نہیں کہ وہ اپنے (زائد) کپڑے (چادریں) اتار دیا کریں۔ بشرطیکہ وہ اپنی زینت ظاہر کرنے والی نہ ہوں۔ اور اگر وہ اس (چادریں اتارنے) سے بھی بچیں تو ان کے لئے زیادہ بہتر ہے“۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی بوڑھی عورت جس کی طرف رغبت کا کوئی احتمال ہی نہ رہے، برقع کے بغیر باہر نکل سکتی ہے۔ مگر اس کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ وہ چہرہ نہ کھولے۔ پس جب بوڑھی عورت کے لئے بھی بہتر اسی کو قرار دیا گیا کہ وہ چہرہ ڈھانپ کر رکھے تو نوجوان عورت کے لئے چہرہ کھولنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔ (35)

پردہ اور احادیث نبوی ﷺ

پردے کے بارے میں قرآنی آیات کے بعد بعض احادیث پیش کی جاتی ہیں، جن سے پردے کے اسلامی تصور پر روشنی پڑتی ہے۔

1۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ازار کا ذکر فرمایا تو انہوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! عورت کے لئے کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا عورت ایک بالشت لٹکا لے۔ حضرت ام سلمہ ؓ نے عرض کیا ایسی صورت میں تو اس کے پاؤں نظر آئیں گے، آپؐ نے فرمایا تو پھر اسے چاہئے کہ وہ ایک ہاتھ کی مقدار تک لٹکا لے۔ (36)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب گھر سے باہر نکلتے وقت عورت کے لئے پاؤں چھپانے کا اتنا اہتمام ہے تو چہرہ چھپانے کا کتنا اہتمام ہو گا جو حسن و جمال کا اصل مظہر اور جذبات کو برانگیختہ کرنے پاؤں سے کہیں زیادہ مؤثر ہے۔

2۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کفار پر مسلمانوں کی کثرت ظاہر کرنے کے لئے عورتوں کو بھی عید کی نماز کے لئے نکلنے کا حکم فرمایا تو ایک عورت نے سوال کیا کہ اگر کسی کے پاس چہرہ ڈھانپنے کے لئے بڑی چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے۔ آپؐ نے فرمایا کیا کہ اس کی ساتھی عورت کو چاہئے کہ وہ چادر عاریتاً اسے دیدے۔ (37)

اگر اسلام میں عورت کے بے پردہ نکلنے کی اجازت ہوتی تو آپ ﷺ عاریتاً دینے کی بات نہ فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرے کے پردے کی اتنی تاکید ہے کہ اگر دوسری عورت سے چادر لینی پڑے تو لے لے مگر بے پردہ مردوں کے سامنے آئے۔

3۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے علی! عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کے بعد دوسری مرتبہ (قصداً) نگاہ مت ڈالو۔ پہلی اچانک نظر تو معاف ہے مگر دوسری (بالارادہ) جائز نہیں۔ (38)

4۔ حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کسی نامحرم عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کرنا چاہئے۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ (فوراً) نظر کو ہٹا لو۔ (39)

5۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے با وثوق ذریعے سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے دیکھنے والے پر بھی لعنت فرمائی ہے، اور اس پر بھی جس کو دیکھا جائے۔ (40)

6۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن و جمال کو پہلی مرتبہ دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت نصیب فرمائے گا، جس کی حلاوت (شیرینی) وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ (41)

7۔ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال قبیلۂ خشعم کی ایک عورت آئی اور اس نے

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالی نے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے باپ پر ایسے وقت میں عائدہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھا ہے۔سواری پر ٹھیک طرح بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ اگر میں اس کے بدل میں حج کرلوں تو کیا اس کی طرف سے ہو جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں، حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ فضل (جو اس وقت آپ ؐ کے پیچھے سوار تھے) اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت بھی فضل کی طرف دیکھ رہی تھی ۔ آپؐ نے فضل کا منہ دوسری طرف پھیر دیا۔ (42)

8۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محرمہ (احرام والی) عورت (چہرے پر) نقاب نہ ڈالے اور نہ (ہاتھوں میں) دستانے پہنے ۔ (43)

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ کے زمانے میں بھی عورتوں کو چہرہ چھپانے کا حکم تھا اوعورتیں چہرے پر نقاب ڈال کر نکلتی تھیں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ حج کے دوران حالت ِاحرام میں عورت پر غیر مردوں سے چہرے کو چھپانا اور پردہ کرنا فرض نہیں بلکہ حج کے دنوں میں حالتِ احرام میں بھی غیر مردوں سے چہرہ چھپانا اسی طرح فرض اور ضروری ہے جس طرح عام دنوں میں فرض ہے ۔ فرق صرف یہ ہے کہ احرام کی حالت میں چہرے پرنقاب اس طرح ڈالنا ہے کہ وہ چہرے کومَس بھی نہ کرے اور پردہ بھی ہو جائے ۔ اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں ۔ ایک یہ کہ چہرے اور نقاب کے درمیان ہاتھ رکھ کر نقاب کو چہرے سے علیٰحدہ رکھے ۔ دوسری صورت یہ کہ چھجے والی ٹوپی سر پر رکھ کر نقاب اس کے اوپر سے ڈالی جائے ۔ یہ صورت زیادہ سہل ہے، اور بھی صورتیں ہوسکتی ہیں ، اصل مقصودپردہ کرنا اورنقاب کو چہرے سے علیٰحدہ رکھنا ہے ۔ جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت میں بیان ہو رہا ہے:

9۔ جضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ علم کے ساتھ حج کو جاتے ہوئے احرام کی حالت میں تھے ۔ جب ہمارے پاس سے کوئی سوارگزر تا تو ہم اپنی چادر اپنے سر کے اوپر کھینچ کر اپنے چہروں پر لے آتے اور جب ہم آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول دیتے تھے۔ (44)

10۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایات میں ہے کہ عورت اپنی زینت صرف اپنے گھر میں ان لوگوں کے سامنے ظاہر کر سکتی ہے جن کو اس کے سامنے آنے اور گھر میں داخل ہونے کی شرعا ً اجازت ہے ۔ (45)

اس کا مطلب محارم کے سامنے آنا ہے، بے پردہ پھرنا مراد نہیں ۔

11۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہے کہ بے پردہ عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان کی صورت میں ہی واپس جاتی ہے۔[46]

12۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت گویا ستر ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیاطین اس کو اپنی نظر کا نشانہ بناتے ہیں ۔[47]

یعنی جس طرح ستر کو چھپانا ضروری ہے اسی طرح عورت کے لئے پردے میں رہنا ضروری ہے۔

13۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر آنکھ زانیہ ہے۔ عورت جب عطر لگا کر پھول پہن کر مہکتی ہوئی مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی اور ایسی ہے ۔[48]

خلاصۃ البحث

عربی زبان میں عورت اُردو اور فارسی میں ستر اس چیز یا جسم کے حصے کو کہتے ہیں ۔ جنکا چھپانا اور پردے میں رکھنا شرعی طبعی اور عقلی طور پر فرض ہے اور اس کا کھولنا اور ظاہر کرنا معیوب اور ناپسندیدہ فعل ہے ۔ ستر اور حجاب دو مختلف چیزیں ہے ستر تو محرم مردوں کے سامنے بھی کھولنا جائز نہیں اور حجاب ستر سے زائد چیز ہے ۔ جو مردوں اور عورتوں کے درمیان حائل کیا گیا ہے۔ چنانچہ حجاب اور شرعی پردہ یہ ہے کہ چہرے سمیت تمام جسم کو پوشیدہ رکھا جائے ۔ حجاب کے احکامات 5 ہجری کونازل ہوئے ۔اس کے بعد غضِ بصر کا حکم سورۃ النور میں نازل ہوا ۔ پہلے مردوں کو مخاطب کیا گیا پھر عورتوں کو غضِ بصر کا حکم دیا گیا۔ اسلام چاہتا ہے کہ مرد و زن دونوں اخلاقی اعتبار سے مضبوط ہو، اور کردار کے بے اعتدالیوں کا شکار نہ ہو۔چنانچہ بے راہ روی اور بے اعتدالیوں سے بچنے کے لیے اسلام نے دو اقدامات اُٹھائے ہیں:

1. حجاب کا حکم لازم کرنا
2. غضِ بصر کا حکم

پردے کو جس تناظر میں شریعت نے بیان کیا ہے اس مسئلے کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہیئے۔ اپنے فہم، وجدان اور ماحول کو شریعت پر چسپاں کرنا نہ عین شریعت ہے نہ منشائے شریعت کے مطابق ہے، نہ اسے دین کی خدمت تصور کیا جا سکتا ہے، اسی لیے اسے قبولیت عامہ بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

حواشی و حوالہ جات

1 مفتی محمد شفیع، احکام القرآن، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، 1413ھ، ج3، ص406۔

2 الاحزاب33 : 53

3 مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، جون2005ء، تفسیر سورۃ الاحزاب، آیت نمبر53، ج7، ص210۔

4 الاحزاب33 : 32، 33۔

5 الجصاص، ابو بکر احمد بن علی بن الرازی احکام القرآن، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1405ھ، تفسیر سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 53، ج5، ص242۔

6 ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد، تفسیر سورۃ الاحزاب، آیت نمبر53، ج14، ص227۔

7 ابنِ کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1419ھ، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر53، ج6، ص363۔

8 مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، تفسیر سورۃ الاحزاب، آیت نمبر53، ج7، ص200

9 احکام القرآن، تفسیر سورۃ الاحزاب، آیت نمبر53، ج3، ص315، معارف القرآن، ج7، س139۔

10 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیم القرآن، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، 1980ء، تفسیر سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 53، ج4، ص22۔

11 تفہیم القرآن، تفسیر سورۃ الاحزاب، آیت نمبر53، ج4، ص88۔

12 النور24: 30

13 النور24: 31

14 عبد اللہ بن احمد النسفی، مدارک التنزیل، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، تفسیر سورۃ النور، آیت نمبر31، ج3، ص140۔

15 قاضی ناصر الدین البیضاوی، انوار التنزیل واسرار التأویل، داراحیاء التراث العربی، بیروت، تفسیر سورۃ النور، آیت نمبر31، ج4، ص 238۔

16 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، عیسیٰ البابی الحلبی، مصر، ج3، ص518۔

17 علی بن احمد بن سعید الظاہری، المحلی، بیروت، دار الآفاق الجدیدہ، ج3، 217۔

18 زمخشری، تفسیر الکشاف، مصر، ج3، ص559۔

19 عبد اللہ بن احمد النسفی، مدارک التنزیل، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ج3، ص313۔

20 تفسیر ابن کثیر، ج3، ص518۔

21 ابنِ سعد، الطبقات، ج8، ص141۔

22 تفسیر الکشاف، ج3، ص556۔

23 تفسیر بیضاوی، ج4، ص449۔

24 ابو بکر الجصاص، احکام القرآن، دار الکتب العربی، بیروت، 1335ء، ج3، ص273۔

25 الاحزاب33: 53۔

26 معارف القرآن، ج7، ص200۔

27 سورۃ الاحزاب33 : 53۔

28 سورۃ الاحزاب33: 32۔

29 الاحزاب33 :33۔

30 النور24 :27

31 النور24 : 31۔

32 النور24 :31

33 تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ النور، آیت نمبر31، ج2، ص285۔

34 النور24 : 60۔

35 تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ النور، آیت نمبر31، ج2، ص285۔

36 سنن ابی داوٗد، ج4ص33، رقم الحدیث:417۔

37 جامع الترمذی، ج2، ص65، رقم الحدیث:539۔ صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب شہود الحائض العیدین۔ صحیح مسلم، ج2، ص24، رقم الحدیث:890۔

38 سُنن ابی داوٗد، ج2، ص214، رقم الحدیث:2140۔

39 سُنن ابی داوٗد، ج2، ص214، رقم الحدیث:2148۔

40 سنن الترمذی، کتاب التفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، باب ومن سورۃ النور، رقم الحدیث:3179

41 مسند احمد، ج6، ص354، رقم الحدیث:21775۔

42 صحیح مسلم، ج2، ص297، رقم الحدیث:1334۔

43 سُنن ابی داوٗد، ج2، ص105، رقم الحدیث:1825۔

44 سُنن ابی داوٗد، ج2، ص108، رقم الحدیث:1833۔

45 مولانا محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن، ج5، ص119۔

46 صحیح مسلم، ج2، ص329، رقم الحدیث:14043۔ سُنن ابی داوٗد، ج2، ص215، رقم الحدیث:2151۔

47 جامع الترمذی، ج2، ص392، رقم الحدیث:1176۔

48 سُنن ابی داوٗد، ج4، ص 51، رقم الحدیث:4173۔